حیات حضرت اورنگ زیبؒ کے چند گوشے

اثر خامہ

مولانا سید آصف ملّی ندوی

صدر جمعیت علماء ناندیڑ

پسند فرمودہ

حضرت مولانا حافظ زبیر احمد ندیمی ملی مدظلہ

استاذ تفسیر وحدیث معہد ملّت مالیگاؤں

ناشر

شعبۂ نشر واشاعت جمعیت علماء قدیم شہر ناندیڑ

اورنگ زیب عالمگیر

حیات حضرت اورنگ زیبؒ عالمگیر کے چند گوشے

مصنف

مولانا سیّد آصف ملّی ندوی

صدر جمعیت علماء شہر ناندیڑ

پسند فرمودہ

حضرت مولانا حافظ محمد زبیر ندیمی ملّی

استاذ حدیث وتفسیر معہد ملّت مالیگاؤں

تمہیں لے دے کے ساری داستاں میں اتنا یاد ہے
کہ عالمگیر ہندو کُش تھا، ظالم تھا، ستمگر تھا

علامہ شبلی نعمانیؒ

نام کتاب : حیات حضرت اورنگ زیب کے چند گوشے

مصنف : مولانا سیّد آصف ملّی ندوی

موبائل نمبر : 9892794952

سن اشاعت : ستمبر ۲۰۱۹

طباعت : آفسیٹ، ناندیڑ

قیمت : ۲۰ روپئے

کتاب ملنے کے پتے

(۱) دفتر جمعیت علماء قدیم شہر، مقابل قلب ساز لنگر خانہ، ناندیڑ

(۲) الامان حج وعمرہ ٹورس اینڈ ٹراویلس، ناندیڑ

فہرستِ عناوین

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

آغاز سخن

اس بات میں کوئی دورائے نہیں کہ اورنگ زیبؒ ملت اسلامیہ ہندیہ کے ایک بہت بڑے محسن تھے، لیکن بے حد حیرت کی بات ہے کہ باشندگانِ بھارت کی اس عظیم ترین محسن شخصیت کے ساتھ منصفانہ رویہ اپنایا نہیں گیا، اسلام دشمن عناصر اور احسان ناشناس افراد کا ذکر ہی کیا، اپنوں نے بھی کبھی اس عظیم شخصیت کے غیر جانبدار اور روادارانہ طرز حکومت کا بے لاگ اور منصفانہ جائزہ لینا ضروری نہیں سمجھا۔ انگریزوں نے ہمارے اس وطن عزیز بھارت میں اپنے قدم مضبوط و مستحکم کرنے کے لئے اس ملک میں ہندو مسلم منافرت اور افتراق کی دیواریں جن بنیادوں پر رکھی تھیں ان میں سب سے اہم بنیاد یہی تھی کہ بھارت کے انصاف پسند غیر جانبدار مسلم حکمرانوں کی روشن و تابناک تاریخ کو مسخ کرکے پیش کیا جائے، تاکہ اکثریتی فرقہ کے

دلوں میں مسلم حکمرانوں کی وجہ سے مسلمانوں کے خلاف نفرت کا لاوا ہمیشہ پکتا رہے، اوراس کے نتیجہ میں مسلمانوں کواس ملک میں پنپنے نہ دیا جائے یا کم ازکم انہیں مرکزی دھارے میں شامل نہ ہونے دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ زیادہ تر انگریز مؤرخوں نے اسلام دشمنی اور ہندو مؤرخوں نے مسلم بیزاری کے مسموم جذبات سے مغلوب ہوکر اکبرکوگریٹ اورانصاف پسنداور اورنگ زیب کوغاصب، ظالم و جابر، مذہبی تنگ نظر، متعصب، جانبدار اور غیر رواداری ثابت کرنے کی ہمیشہ سعی نامشکور کی ہے۔

اورنگ زیبؒ پر عائد کی گئی فردِ جرم

اورنگ زیب عالمگیرؒ کو انگریز اور ہندو مؤرخوں نے اپنی کتابوں میں کچھ اس طرح پیش کرنے کی کوشش کی گویا ان کے سر پر ہمہ وقت خون سوار رہتا تھا اور وہ بے انتہا ہوس اقتدار میں مبتلا شخص تھے، ان کی شخصیت کو مجروح کرنے کے لئے عام طور پر جوفرد جرم ان پر عائد کی جاتی ہے اس میں سر فہرست دو الزام ہیں، پہلا یہ کہ اورنگ زیب ایک غاصب اور ظالم و جابر بادشاہ تھا جس نے حکومت پر غاصبانہ قبضہ کرنے کے لئے اپنے والد شاہجہاں کو بڑھاپے میں نظر بند کروادیا اور اپنے بڑے بھائی داراشکوہ اور مراد بخش کو

قتل یا قید کروادیا۔ اور دوسرا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ وہ ایک مذہبی تنگ نظر، متعصب اور جانبدار و غیر روادار حکمران تھا جس نے متعدد مندروں کو منہدم کرواکران کی جگہ مساجد تعمیر کروائیں، یہ صحیح ہے کہ اورنگ زیب نے بعض مندروں کو مسمار کروایا، لیکن یہ سب انہوں نے اپنی مذہبی راسخ العقیدگی کی بنیاد پر یا دیگر مذاہب کی بے حرمتی اوران کے استیصال کے جذبہ سے نہیں کیا بلکہ ان کی وجوہات سیاسی تھیں جن کو عام طور پر متعصب مؤرخوں نے سیاق و سباق سے کاٹ کراوراس طرح بڑھا چڑھا کر بیان کیا جس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ وہ محض ایک سخت گیر ہندوکُش اور منادر شکن حکمران تھے۔

کیا اورنگ زیبؒ کو اقتدار کی ہوس تھی

اورنگ زیب مغلوں میں وہ پہلے بادشاہ تھے جنہوں نے ایک بے انتہا وسیع وعریض سلطنت وحکومت کا فرمانرواں اورتاجدار ہوتے ہوئے بھی اور حکومت کے خزانوں کے مختار کل ہونے کے باوجود بھی اپنی روزی روٹی خود کمائی، وہ ٹوپیاں بُن کر اور قرآن مجید اور دیگر مذہبی کتابوں کی کتابت کے ذریعے اپنے اخراجات پورے کیا کرتے تھے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ کیا ایک ایسا شخص جو بے پناہ سلطنت ارضی کا مالک ہوکر بھی اپنی نان شبینہ کے

لئے خود محنت کا عادی ہو، اور جو راتوں کو اپنی خوابگاہ میں آرام دہ اور پر تکلف نرم وگداز بستروں پر پشت ٹیک کر نہیں بلکہ مصلّے پر پیشانی رگڑ کر راحت حاصل کرنے کا عادی ہو، کیا وہ شخص غاصب، ظالم و جابر اور متعصب ہو سکتا ہے! اور محض حکومت وسلطنت کی خاطر اپنے باپ کو نظر بند اور حقیقی بھائیوں کو تہ تیغ کر سکتا ہے؟ یہ صحیح ہے کہ اورنگ زیبؒ نے اپنے بوڑھے باپ شاہجہاں کو نظر بند کروایا اور اپنے بڑے بھائیوں داراشکوہ، شجاع اور مراد کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ آخر اس نے یہ سب کیوں کیا؟ اس کا جواب دینے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان معترضین سے یہ پوچھا جائے کہ جب ہم دنیا کی کسی بھی قوم (خواہ وہ ہندو ہو یا مجوسی، یہودی ہو یا عیسائی، یا بدھشٹ ہو یا سکھ) کی تاریخ پڑھتے ہیں تو یہ پاتے ہیں کہ ہر قوم میں تخت حکومت پر قابض ہونے کے لئے بیٹوں کی باپ کو، باپ کی بیٹوں کو اور بھائیوں کی بھائیوں کو قتل اور قید یا جلاوطن کرنے کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ اس اعتبار سے جب اقتدار اور سلطنت وحکومت کے حصول کے لئے اپنوں کا خون بہانے کی اس دنیا میں ریت رہی ہے تو پھر تنہا اورنگ زیب ہی کو کیوں کر موردِ الزام ٹھہرایا جا سکتا ہے؟ یہ سوال تو محض ان معترضین کے

لئے ہے، لیکن بحیثیت مسلمان میرا یہ ماننا ہے کہ اگر کوئی برا کام اکثر لوگ کرنے لگ جائیں تو اکثر لوگوں کے کرنے سے وہ برا کام اچھا نہیں ہو جاتا، بلکہ اس برے کام کو ہمیں برا ہی کہنا ہوگا۔ تو پھر اورنگ زیب کے اس عمل کو صحیح کیسے ٹھہرایا جا سکتا ہے؟ تو اس کے لئے عرض یہ ہے کہ اورنگ زیبؒ نے یہ سب اپنے دفاع کے لئے کیا اگر وہ اس طرح نہیں کرتے تو خود مارے جاتے، اس کی تفصیل جاننے کے لئے ہمیں اس وقت کا پس منظر معلوم کرنا ہوگا جو کچھ اس طرح ہے کہ ذی الحجہ ۱۰۶۷ھ میں شاہجہاں جو بوڑھا اور کمزور ہونے کے ساتھ ساتھ پیشاب بند ہونے کی خطرناک بیماری میں ایسا مبتلا ہوا کہ اس کی اس بیماری سے جاں بر ہونے کی کوئی امید نہ رہی، داراشکوہ نے جو باپ کا چہیتا بھی تھا، باپ کی بیماری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کو قلعہ بند کر کے اور اس کی موت کی غلط خبر عام کر کے وسیع و عریض ملک کی حکومت کے تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لئے، اس وقت بقیہ تینوں شہزادے شجاع، اورنگ زیب اور مراد علی الترتیب بنگال، دکن اور گجرات کے صوبوں پر مامور تھے، داراشکوہ نے شاہی محل کی ناکہ بندی کر دی، اس کی اجازت کے بغیر کسی کو بادشاہ شاہجہاں سے ملاقات کی اجازت نہ تھی، اس نے شجاع،

اورنگ زیب اور مراد کے سفراء کو جو دربار میں رہا کرتے تھے ان کو بلوا کر ان سے قلمدان واپس لے لئے تاکہ یہ سفراء دربار کی خبریں ان شہزادوں تک بھیجنے نہ پائیں۔ ساتھ ہی ساتھ اس نے بنگال گجرات اور دکن کے تمام راستے بھی بند کرادیئے تاکہ مسافروں کے ذریعے بھی کوئی خبر ان تینوں شہزادوں تک نہ پہنچ سکے۔ لیکن کسی طرح یہ خبر ان تک پہنچ ہی گئی، سب سے پہلے شجاع نے بنگال میں اپنی بادشاہت کا اعلان کردیا، اسی طرح مراد نے بھی احمد اباد اور گجرات میں اپنا سکہ قائم کردیا، اورنگ زیب عالمگیر اس وقت شاہجہان کے حکم سے گلبرگہ کے محاصرہ پر تھے جہاں ان کی فتح یقینی تھی۔ عین فتح و کامرانی کے حصول کے وقت داراشکوہ نے اورنگ زیب کی فوج میں شامل افسران کے نام شاہجہاں کے نام سے ایک حکمنامہ بھجوایا کہ فوراً اورنگ زیب کا ساتھ چھوڑ کر دربار واپس لوٹ آئیں۔ اورنگ زیبؒ کو مجبوراً اس مہم کو ناتمام چھوڑنا پڑا، داراشکوہ نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اس نے اورنگ زیبؒ کے سفیر عیسی بیگ کو قید کروا کر اس کا گھر ضبط کروادیا اور جودھپور کے والی مہاراجہ جسونت سنگھ کو فوج اور توپ خانہ دے کر گجرات کی طرف روانہ کیا کہ اگر اورنگ زیبؒ آگے بڑھنے کی کوشش کرے تو اس کا مقابلہ کیا جائے۔ اس

دوران شہزادہ مراد اور اورنگ زیبؒ نے کچھ شرائط اور فیصلوں کے بعد یہ طئے کیا کہ ہم دونوں ہی اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ متحدہ طور پر آگے بڑھیں گے ، دونوں شہزادوں کے متحد ہو کر پیش قدمی کی خبر پا کر مہاراجہ جسونت سنگھ نے انہیں روکنے کے لئے فوج کشی کی ، اورنگ زیب عالمگیرؒ نے مہاراجہ جسونت سنگھ تک پیغام پہنچایا کہ ہم صرف اپنے والد کی عیادت کی غرض سے جا رہے ہیں ، آپ درمیان میں حائل نہ ہوں ، لیکن جسونت سنگھ نہ مانا ، آخر کار دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا جس میں جسونت سنگھ کو زبردست شکست ہوئی اور اس نے راہ فرار اختیار کی ۔ دارا شکوہ کو جب جسونت سنگھ کی شکست فاش کی خبر ملی تو وہ خود ساٹھ ہزار سوار کے ساتھ عالمگیر و مراد کے مقابلہ کے لئے نکلا ، چنانچہ ۱۶ شعبان ۱۰۶۸ھ کو سموگڑھ میں جہاں عالمگیر اور مراد کی فوجیں ٹھہری ہوئی تھیں دارا شکوہ کا اپنے بھائیوں سے بڑا گھمسان کا معرکہ ہوا جس میں دارا شکوہ کو کراری شکست ہوئی اور عالمگیر و مراد فتحیاب ہوئے ۔ اس تاریخی حقیقت کو جاننے کے بعد ایک عام شخص بھی یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ اگر اورنگ زیبؒ اپنا دفاع نہیں کرتے تو یقیناً دارا شکوہ نہ صرف اورنگ زیبؒ کو بلکہ اپنے دوسرے بھائیوں شجاع اور مراد کو بھی قتل کرا دیتا ۔ کس قدر تعجب خیز بات

ہے کہ اپنے دفاع کے لئے اقدام کرنے والے شخص کو متعصب ظالموں نے قاتل کے روپ میں پیش کر دیا۔ اورنگ زیبؒ کے اس پوری قوت اور شدومد کے ساتھ دفاع کرنے کا اصل مقصد حکومت وسلطنت پر قبضہ کرنا نہیں تھا بلکہ یہ سب انہوں نے اپنی سلامتی کے ساتھ ساتھ یک عظیم مقصد کے لئے کیا۔

اورنگ زیبؒ کی ابتدائی تعلیم و تربیت کچھ ایسی ہوئی تھی کہ ان کے اندر اسلام کی محبت رچ بس گئی تھی، وہ حکمران خاندان کا ایک فرد ہونے کے ناطے اسلام کی ترقی اور اس کی اشاعت اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے، اور اس کام کو وہ اپنا نصب العین اور بنیادی مشن تصور کرتے تھے، انہیں جب یہ احساس ہوا کہ ان کا باپ اپنے بعد زمام حکومت اس شخص کے دست عاقبت نا اندیش میں سونپنے کی تاک میں ہے جو نہ اپنے فرض منصبی سے واقف ہے اور نہ ہی اسے اس مشن کا صحیح ادراک ہے، تو مجبوراً اورنگ زیبؒ کو یہ قدم اٹھانا پڑا، مؤرخین نے لکھا ہے کہ شاہجہاں کا رویہ اورنگ زیبؒ کے ساتھ نہ صرف متعصّبانہ بلکہ ظالمانہ تھا، وہ داراشکوہ کی حمایت کر کے اس کو اپنا جانشین بنانا چاہتا تھا، اور داراشکوہ سے متعلق تقریباً مؤرخوں نے لکھا ہے کہ وہ انتہائی بدقماش، بددین اور بداخلاق و آزاد خیال شخص تھا، جو ہمیشہ مذہبی معاملات

اور عقائد میں تطبیق دینے والا ''صلح کل'' اور اکبری پالیسیوں کا پیروکار تھا۔ اورنگ زیبؒ کے پیش نظر اسلام کا مفاد اور ملت اسلامیہ ہندیہ کا تحفظ تھا، اورنگ زیب اپنے بھائیوں اور بالخصوص داراشکوہ کے طرز زندگی، عیش و عشرت اور تعیش پسندی سے واقف تھے، ان کے نزدیک اپنے بھائیوں کے نظریات اور سوچ وفکر کا زاویہ کچھ ایسا تھا کہ اگر وہ لوگ تخت حکومت پر قابض ہوجاتے ہیں تو اکبر بادشاہ کی طرح محض اپنی شخصیت کو ہردلعزیز بنانے یا اپنی سلطنت کو استحکام بخشنے کے لئے دین واسلام کو دیس نکالا دینے میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرینگے، جس کی وجہ سے شاید ملت اسلامیہ ہندیہ کا وجود اس ملک بھارت میں خطرہ میں پڑ جاتا، یہی وہ وجوہات تھیں جن کی وجہ سے اورنگ زیبؒ کو اپنے باپ کو پورے عزت واحترام اور مکمل آسائش وآرام کے ساتھ نظر بند کرنا پڑا، اور جہاں تک داراشکوہ اور مراد کے قتل کرنے کا معاملہ ہے تو یہ ایک غلط الزام ہے جو اورنگ زیب عالمگیر کے سر تھوپا جاتا ہے کہ اس نے محض حکومت کے لئے ان دونوں کو قتل کروایا، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ دونوں ہی کو ذاتی رنجش یا چپقلش کی بنا پر نہیں بلکہ محکمہ قضاء اور عدلیہ کی جانب سے ان پر عائد کئے گئے فرد جرم کی بنیاد پر سزائے موت دی گئی۔

داراشکوہ کو (جو اورنگ زیب کے آگرہ پر قابض ہونے کے بعد سندھ کی جانب راہ فرار اختیار کر چکا تھا) گرفتار کر کے دہلی لایا گیا، جہاں علماء نے اس کے ملحدانہ نظریات وافکار کی بناء پر اس پر کفر کا فتویٰ لگایا، اور وہ بے دینی اور ارتداد کے جرم میں قتل کیا گیا۔ اور شہزادہ مراد کو (جو اورنگ زیب سے بغاوت کر کے گوالیار کے قلعہ میں نظر بند تھا) ایک بے گناہ کے قتل کے قصاص میں سزائے موت دی گئی۔

کیا اورنگ زیب مذہبی تنگ نظر تھے

جہاں تک دوسرے الزام کا تعلق ہے کہ اورنگ زیبؒ مذہبی تنگ نظر یا متعصب تھا تو اس الزام کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں ہے، بالکل بدیہی بات ہے کہ اگر وہ مذہبی اعتبار سے تنگ نظر ہوتے یا جانبدار اور غیر روادار ہوتے تو وہ اتنے بڑے اور وسیع وعریض ملک پر مسلسل پچاس سال تک کس طرح حکومت کر سکتے تھے، ان کی مذہبی رواداری اور دیگر مذاہب واہل مذاہب کے احترام وعظمت کی سینکڑوں مثالیں ان کے نصف صدی پر محیط دور حکومت میں بکثرت موجود ہیں جن کو نہ صرف مسلم بلکہ غیر مسلم مؤرخوں نے بھی تحریر کیا ہے کہ اورنگ زیبؒ نے اس ملک کو جنت نشان بنانے کے

لئے یہاں کے مقامی باشندوں سے ہر طرح کے تعلقات بہتر سے بہتر بنائے رکھنے اوران سے میل جول بڑھانے میں کوئی کسر اٹھانہیں رکھی، ان کے مذہبی رسومات اور عائلی مسائل میں (جن میں بعض بڑے ظالمانہ بھی تھے جیسے ستی کی رسم جس میں بیوہ کو اپنے شوہر کی چتا کے ساتھ زندہ جلا دیا جاتا تھا) کسی طرح کی مداخلت نہیں کی، انہیں اپنی حکومت اور فوج میں بڑے بڑے عہدوں سے نوازا، اپنی وسیع وعریض سلطنت کے نظم ونسق میں انہیں اپنا شریک بنایا، یہاں ایک ہندو مؤرخ ڈاکٹر تاراچند کا ایک اقتباس پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جس کو مفتی محمد صاحب پالنپوری نے اپنی کتاب (تاریخ ہند۔ مسلم عہد حکومت سے قیام جمہوریت تک) میں نقل کیا ہے۔"

وہ (ڈاکٹر تاراچند) فرماتے ہیں: بعض لوگوں کے نزدیک اورنگ زیب کی مذہبی پالیسی اس کی ناکامی کا سبب ہوئی، بالعموم یہ خیال غلط ہے۔ ہندوؤں کی بغاوتیں ناکام رہیں، اوران کا کوئی مذہبی یا سیاسی مقصد نہ تھا، اورنگ زیب نے ان کو ہندوؤں ہی کی مدد سے فرو کیا، اس میں کوئی شک نہیں کہ مرہٹوں کے خلاف جنگ مغلیہ سلطنت کے لئے ایک بارِ عظیم ثابت ہوئی، لیکن ان کی بغاوت نہ ملکی تھی نہ مذہبی، فقط ایک قبیلہ کی بغاوت تھی اور

دوسرے قبائل کی بغاوت سے بہت مختلف نہ تھی، راجپوت، بندیلے اور شیواجی کے اپنے رشتہ دار اورنگ زیب کی خاطر شیواجی اور اس کے جانشینوں کے خلاف لڑے، اور پھر مرہٹوں نے ہندوؤں کے خلاف بھی حملے کئے، اور ان کے لشکروں میں مسلمان بھی موجود تھے" (تاریخ ہند مسلم عہد حکومت سے قیام جمہوریت تک ۔صفحہ نمبر ۱۷۶)۔ اورنگ زیبؒ کی مذہبی رواداری کو ثابت کرنے کے لئے یہی ایک بات کافی ہے کہ انہوں نے ہندوؤں کے ساتھ نہ صرف رواداری کا مظاہرہ کیا بلکہ شادی بیاہ کے ذریعے ان سے رشتے بھی قائم کئے۔ مشہور مؤرخ محمد ایوب خان نجیب آبادی نے اپنی کتاب (عالمگیر ہندوؤں کی نظر میں) میں اے۔ ڈی۔ بی۔ اے۔ کی تصنیف (سوانح عمری اورنگ زیب) کے حوالے سے یہ بات تحریر کی ہے کہ: "عالمگیر کے لڑکے شہزادہ معظم کی ماں ہندو دھرم اور راجپوت گھرانے سے تعلق رکھتی تھی ۔(عالمگیر ہندوؤں کی نظر میں صفحہ ۸۰)۔ اسی طرح اورنگ زیب کی مذہبی رواداری اور ان کے ہندوؤں کے ساتھ خوشگوار تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے محمد ایوب خان نجیب آبادی صاحب نے اپنی اسی تصنیف میں ایک اور واقعہ نقل کیا ہے۔ وہ تحریر کرتے ہیں: "کوڑہ جہان آباد میں متھرا مل بنیہ

نے عالمگیر اورنگ زیب کی ضیافت کی اور عالمگیر نے لالہ جی کی ضیافت بخوشی قبول فرمائی، اور متھرا مل کے گھر مہمان کی حیثیت سے جانے میں مطلق تأمل نہیں کیا۔ متھرا مل نے اپنی اس عزت افزائی کی یادگار میں ایک باغ تعمیر ونصب کرایا۔ وہ باغ آج تک اورنگ زیب کی بے تعصبی اور ہندو مسلم تعلقات کی صحیح ترجمانی کے لئے موجود ہے۔ جس کا جی چاہے کوڑہ جہان آباد میں جاکراس باغ کی سیر کرآئے"۔ (عالمگیر ہندوؤں کی نظر میں صفحہ ۸۰)۔

اورنگ زیبؒ نے مندروں کو کیوں مسمار کیا؟

اورنگ زیبؒ پر مندروں کو مسمار کر کے ان کی جگہوں پر مساجد کو تعمیر کرنے کا جو الزم لگایا جاتا ہے، اس کو کچھ اس طرح پیش کیا جاتا ہے جیسے وہ صبح شام بس یہی ایک کام کیا کرتے تھے، اور اس طرح مندروں کو گراتے پھرتے تھے جیسے بچے پتھروں کے ذریعے بیری کے درخت سے بیر گراتے ہیں۔ جب ہم مستند تاریخی کتابوں میں اس الزام کی تحقیق کرتے ہیں تو یہ دیکھتے ہیں کہ انھوں نے اپنی وسیع وعریض سلطنت میں نظم ونسق اور عدل و انصاف کو برقرار رکھنے کے لئے نہ صرف مندروں کو بلکہ ہر اس جگہ کو زمیں

بوس یا مسمار کرنے کا حکم دیا جس کے متعلق انہیں معلوم ہوتا کہ یہاں سے سازشوں کے چشمے ابلتے ہیں اور یہ جگہ حکومت اور نظم ونسق کے خلاف سازش کدہ بنی ہوئی ہے، پھر وہ جگہ خواہ مندر ہو یا مسجد اس نے اس کو مسمار کروادیا۔ چنانچہ ان کی مسمار کردہ عبادت گاہوں میں گولکنڈہ کی جامع مسجد بھی شامل ہے جس کے حکمران تاناشاہ نے حکومت کو خراج دینا بند کردیا تھا، تاناشاہ نے اپنا خزانہ زمین میں دبا کراس پر جامع مسجد تعمیر کرادی، اورنگ زیبؒ کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں نے مسجد کو گراکر خزانہ نکلوایا اور شاہی خزانے میں جمع کرادیا جو عوام کے فلاحی کاموں میں خرچ ہوا۔ اس واقعہ سے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ ان چند مندروں یا مسجدوں کو گرانے کی وجوہات مذہبی نہیں بلکہ سیاسی تھیں۔ ایسے دو چار مندروں کو چھوڑ کر (جنہیں اورنگ زیبؒ نے سازش کدہ بنے ہونے کی وجہ سے مسمار کرادیا تھا) بقیہ اکثر مندروں اور عبادت گاہوں کے ساتھ ان کا سلوک اور رویہ اتنا ہی غیر جانبدار اور روادارانہ تھا جتنا اکبر اور جہانگیر وغیرہ کا تھا، انہوں نے ایسے تمام مندروں کی جو سازشوں سے پاک وصاف تھے اور جہاں صرف پوجا پاٹ، دھیان گیان یا پرستش کا کام ہوتا تھا نہ صرف حفاظت کی بلکہ انہیں کثیر آمدنی کی

جاگیریں بھی عطا کیں۔ چنانچہ رقعات عالمگیر وقائع عالمگیر اور اس دور کی دیگر تاریخی کتابوں کے منتشر اوراق میں ایسی متعدد جاگیروں کا پتہ چلتا ہے جنہیں اورنگ زیب نے مندروں یا گردواروں کو عطا کیا تھا اور جن کو محترم خورشید مصطفیٰ صاحب نے اپنی کتاب (تاریخ کی سچائیاں اورنگ زیب اور ٹیپو سلطان) میں ذکر کیا ہے، موصوف کی اس کتاب سے تاریخی حقائق پر مشتمل چند اقتباسات نقل کرتا ہوں جن کو ملاحظہ فرمانے کے بعد آپ خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس الزام کی حقیقت کیا ہے۔

بشمبر ناتھ پانڈے کی تحقیق:

جناب بشمبر ناتھ پانڈے (سابق گورنر اڑیسہ) نے اس سلسلے میں نمایاں کام کیا ہے۔ اپنی کتاب اسلام اینڈ انڈین کلچر (Islam and Indian Culture) میں وہ لکھتے ہیں: ''یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ عرب فاتح جو رویہ ماتحت قوموں کے ساتھ برتتے تھے، وہ ہندوستان میں آکر بالکل پلٹ گیا۔ ہندوؤں کے مندروں کو جوں کا توں محفوظ چھوڑ دیا گیا اور بت پرستی پر کوئی پابندی نہیں لگائی گئی۔۔۔۔سندھ میں اللہ کی عبادت کے ساتھ بتوں کی پوجا کی بھی اجازت دی گئی۔اور اس طرح باوجود اسلامی

حکومت کے بھارت ایک بت پرست ملک بنا رہ گیا۔'' پانڈے صاحب نے الفسٹن کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ: ''مسلم حکمرانوں کے عہد میں ہندوؤں کے مندروں اور دھرم شالاؤں کی حفاظت کی جاتی تھی۔ برندرابن اور گوردھن اور متھرا کے مندروں کو شاہی خزانوں سے مدد دی جاتی تھی۔ متھرا ضلع کے گوردھن میں ہری دیوی کے مندر میں شاہی دستاویزات موجود ہیں۔'' رائے بہادر لالہ بیج ناتھ نے اپنی کتاب (ہندوستان گذشتہ و حال) میں لکھا ہے کہ: ''ہندوؤں کے مذہب میں کوئی مداخلت عہد اسلامی میں نہیں کی جاتی تھی، نہ ان سے کوئی دشمنی کا برتاؤ ہوتا تھا۔۔۔۔ مبارک شاہ خلجی کے وقت میں تمام گورنمنٹ کا طریقہ ہندوانہ تھا۔''

پروفیسر آرنلڈ اپنی کتاب (پریچنگ آف اسلام) میں لکھتے ہیں:

''اورنگ زیب کے عہد کی تاریخ میں، جہاں تک مجھے علم ہے، بہ جبر مسلمان کرنے کا کہیں ذکر نہیں۔ اسی طرح حیدر علی اور ٹیپو سلطان کے بارے میں جو یہ شہرت ہے کہ انہوں نے بہت سے خاندانوں کو مسلمان کرلیا حالانکہ ان کا مسلمان ہونا ان بادشاہوں سے بہت پہلے کا واقعہ ہے۔''

مندروں کے لئے اورنگ زیب کے فرامین:

انگریز مؤرخوں کی زہریلی تاریخوں نے جو اثرات چھوڑے اس کے شکار جناب بشمبر ناتھ پانڈے بھی ہوئے، ان ہی کی زبانی سنئیے کہ: ’’بچپن ہی میں میں نے بھی اسکولوں اور کالجوں میں اسی طرح کی تاریخیں پڑھی تھیں اور میرے دل میں بھی اسی طرح کی بدگمانیاں تھیں لیکن ایک واقعہ ایسا پیش آیا کہ جس نے میری رائے قطعی بدل دی۔‘‘ یہاں انہوں نے اپنا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ کہ جب وہ الہ آباد میونسپلٹی کے چیئرمین تھے اور تربینی سنگم کے قریب سومیشور ناتھ مہادیو کے مندر کی جائیداد پر جھگڑا چلا تو اس میں اورنگ زیب کے فرمان بطور ثبوت پیش کئے گئے جن میں اس نے مندر کو جاگیر دی تھی۔ پانڈے صاحب کو شبہ ہوا کہ یہ فرمان جعلی ہے۔۔ بھلا اورنگ زیب مندروں کو جاگیر عطا کرے۔۔ ناممکن!۔۔ وہ سر تیج بہادر سپرو کے پاس پہنچے اور وہ فرمان انہیں دکھائے۔ سپرو صاحب نے کہا کہ یہ فرمان جعلی نہیں اصلی ہے۔ پانڈے صاحب کو حیرت میں غرق دیکھ کر تیج بہادر سپرو نے اپنے منشی کو آواز دے کر کہا کہ: ’’ذرا بنارس کی نگم باڑی شیو مندر کی اپیل کی مسل تو لاؤ۔‘‘ منشی جی مسل لے کر آئے تو ڈاکٹر سپرو نے دکھایا کہ اس میں

اورنگ زیب کے چار فرمان ہیں جن میں مندروں کو معافی کی زمین عطا کی گئی تھی۔ اس کے بعد ڈاکٹر سپرو کی صلاح پر پانڈے صاحب نے ملک بھر کے چند قدیم مندروں کے نام خطوط لکھے کہ اگر آپ کے مندروں کو اورنگ زیب یا مغل بادشاہوں نے کوئی جاگیر عطا کی ہو تو ہمیں فوٹو کاپی بھیجئے۔ چنانچہ کچھ دن بعد ہمیں یہاں مندر اجین، بالا جی مندر (چترکوٹ)، کاکا کیا اومانند مندر (گوہاٹی)، جین مندر (گرنار)، دلواڑ مندر (آبو)، گردوارہ رام رائے (دہرہ دون) وغیرہ سے اطلاع ملی کہ ان کو جاگیریں اورنگ زیب نے عطا کی تھیں۔'' پانڈے صاحب لکھتے ہیں کہ: مؤرخوں کی تاریخ کے برعکس ایک نیا اورنگ زیب ہماری آنکھوں کے سامنے ابھر آیا۔ اورنگ زیب نے ان مندروں کو جاگیر عطا کرتے ہوئے یہ ہدایت دی تھی کہ ٹھاکر جی اس بات کی دعا مانگیں کہ اس کے خاندان میں حکومت تاقیامت بنی رہے۔'' (تاریخ کی سچائیاں اورنگ زیب اور ٹیپو سلطان)۔

معروف صحافی خشونت سنگھ کی تحریر

ہندوستان کے معروف صحافی قلمکار اور ادیب آنجہانی خشونت سنگھ نے ہندوستان ٹائمز کے اپنے معروف کالم میں ۲۲ نومبر ۱۹۸۶ کو تحریر فرمایا تھا:

’’اورنگ زیبؒ نے درجنوں مندروں اور سکھوں کے گردواروں کو بڑی بڑی رقمیں اور جاگیریں عطا کیں، اس کے مہر شدہ اور دستخط شدہ فرمان آج بھی آرکائیوز میں موجود ہیں۔ اس نے اگر چند مندر مسمار کیے تو چند مسجدیں بھی گرائی ہیں۔ اس نے مندر اور مسجد میں کوئی امتیاز نہیں رکھا جب یہ ثابت ہو گیا کہ ان کا غلط استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس نے اپنے فرمانوں میں برہمنوں اور مٹھوں کے لئے جو عزت افزائی کے الفاظ لکھے ہیں انہیں بہت کم لوگ جانتے ہیں۔‘‘ (ہندوستان ٹائمز مؤرخہ ۲۲ نومبر ۱۹۸۶)۔

حقیقت یہ ہے کہ اورنگ زیبؒ کے دور حکومت میں مندروں، مٹھوں اور گردواروں کو جتنی جاگیریں عطا کی گئیں شاید کسی ہندو راجا مہاراجا کے دور میں بھی نہیں دی گئی ہوں گی، اس سلسلہ کی اگر مکمل تفصیلات جاننی ہو تو محترم مولانا عطاء الرحمٰن قاسمی (جنرل سکریٹری مولانا آزاد اکیڈمی، دہلی) کی مختصر لیکن اہم کتاب (ہندو مندر اور اورنگ زیب عالمگیر کے فرامین) ضرور دیکھنی چاہیئے، مولانا نے اس میں مندروں اور دیگر عبادت گاہوں کو دی گئیں جاگیروں سے متعلق عالمگیر کے فرامین کے متون اور ان کا عکس بھی درج کیا ہے۔ لیکن کیا کیا جائے کہ اسلام دشمنی اور مسلم بیزاری کی وجہ سے مؤرخوں

نے حقیقت کو بالکل بدل کر رکھدیا۔ مؤرخین کی اس روش کو شمس العلماء علامہ شبلی نعمانیؒ نے اپنے ایک شعر میں یوں بیان کیا ہے:

تمہیں لے دے کے ساری داستاں میں یاد ہے اتنا
کہ عالم گیر ہندو کُش تھا ، ظالم تھا ، ستمگر تھا